أنوار التنزيل وأسرار التاويل میں قاضی بیضاوی کا منہج تفسیر

Exegetical Methodology of Qazi Baizavi in his Tafsir

"Anwar al Tanzil wa Asrar al Tawil"

حافظ محمد اسحاق☆

ABSTRACT

The Anwar al Tanzil wa Asrar al Tawil, is well known tafsir by Qazi Nasir ul Din Abdullah Bin Umar. Qazi Baizavi was born in 585 A.H and died in 685 A.H. He was expert an imperical and septic learnings, he wrote more than twelve books in various branches of Islamic studies. His tafsir is considered one of Tafasir "Bil Ray Al Mahmood(Tafsir based on commended reasoning and Ijtihad). In fact,Qazi Baizavi's work is a precise of Allama Jarullah Zamakhari's Tafsir "Al-Kashaf". Qazi Baizavi has given much importance in his tafsir to diction, grammar, comprechension, and discussions related to fiqh.

The critics have of opinion that Qazi Biazvi reported unauthentic prophetic tradition(Ahadith) at the end of every Surah. It came true while studying his Tafsir. Moreover, he cited many Israe'li Traditions while the interpretaion of verses but with critical analysis. He did not only represented and endorced Iman Shafi'e's Fiqh but he also rejected other school of thoughts particularly "Hanafi School of Thought". For the acknowledgment of his work, it is suffise that his Tafsir has been studied as particular in the Religious Institutes of Sub Continent for the long time of history. Thus, it is need to be known the methodology of Imam Baizavi in his remarkable Tasir.

☆ ایم فل ریسرچ اسکالر بہاء الدین زکریا یونیورسٹی، ملتان۔

قاضی بیضاوی کے حالات زندگی

نام عبداللہ بن عمر بن علی، ابوالخیر اور ناصرالدین لقب ہے لیکن قاضی بیضاوی کے نام سے بہت مشہور ہے (۱)۔
قاضی بیضاوی کی ولادت کے بارے میں مؤرخین خاموش ہیں بعض مؤرخین نے 585ھ بیان کی ہے ولادت شیراز کے قریبی شہر بیضا میں ہوئی ہے (۲)۔
قاضی بیضاوی ایک ایسے خاندان میں پیدا ہوئے ہیں جو علم وفضل اور بزرگی میں بہت شہرت رکھتا ہے۔ قاضی بیضاوی بڑے بڑے علماء کے زیر سایہ پرورش پائی ہے۔ اور زمانہ بچپن ہی سے علوم کے حصول میں مگن ہو گئے۔ (۳) قاضی بیضاوی نے اپنی زیادہ عمر شیراز میں گزاری ہے جہاں پر قاضی القضاۃ (چیف جسٹس) کے عہدہ پر فائز ہوئے پھر معزول کئے گئے اور تبریز کی طرف چلے گئے یہاں تک کہ وہی پر موت آ پہنچی (۴)۔

قاضی بیضاوی کے والد کا نام شیخ عمر بن محمد بن علی، ابوبکر سعید جو کہ فارس کے قاضی القضاۃ رہے ہیں بہت بڑے عالم اور قاضی تھے۔ قاضی بیضاوی نے اکثر علوم وفنون اپنے والد سے ہی حاصل کئے ہیں جیسا کہ خود فرماتے ہیں:

"أخذت الفقه عن والدی مولی الموالی الصدر العالی ولی الله الوالی قدوة الخلف وبقية السلف، امام الملّة والدين أبی القاسم عمر"(۵)۔

(میں نے فقہ کی تعلیم اپنے والد گرامی، مولی الموالی، بلند منصب ہر فائز، اللہ کے ولی، خلف کی نشانی، سلف کا سرمایہ، ملت اور دین کے امام ابوالقاسم عمر سے حاصل کی)۔

قاضی بیضاوی نے اپنے والد کے علاوہ شیخ محمد بن محمد الکختانی سے علوم حاصل کئے ہیں اور شیخ کختانی نہ صرف استاد بلکہ قاضی بیضاوی کے شیخ و مرشد بھی تھے قاضی بیضاوی جب شیراز چھوڑ کر گئے تبریز گئے تو شیخ کختانی کا دامن تھام لیا اور انکی محبت میں انکے آخری سانس تک رہے اور پھر تبریز کو نہ چھوڑا یہاں تک کہ قاضی بیضاوی کو شیخ کختانی کے ساتھ دفن کیا گیا۔
ولما تو فی دفن عند قبره(٦)۔

لیکن حاجی خلیفہ نے شیخ کختانی سے متاثر ہونے کی اور وجہ لکھی ہے فرماتے ہیں جب قاضی بیضاوی کو قضاۃ سے معزول کیا گیا اور جب زیادہ عرصہ ہو گیا تو قاضی بیضاوی نے شیخ محمد بن محمد الکختانی سے سفارش کروانا چاہی تو قاضی ان کی خدمت میں حاضر ہوئے تو شیخ کختانی نے فرمایا۔
''یہ بہت بڑا عالم، فاضل شخص ہے اور امراء کے ساتھ جہنم کی شراکت حاصل کرنا چاہتا ہے یعنی یہ شخص دوزخ کا سجادہ طلب کرتا ہے اور وہ قضاۃ ہے یہ بات سن کر قاضی بیضاوی متاثر ہوئے اس دن سے دنیاوی مناصب کو چھوڑ دیا اور مرتے دم تک شیخ کے ساتھ رہے'' (۷)۔

قاضی بیضاوی کے مشہور تلامذہ میں سے احمد بن الحسن الجار بردی (۸) کمال الدین المراغی (۹) اور زین الدین الھنکی (۱۰) ہیں۔ تاج الدین السبکی نے نقل کیا ہے کہ جب قاضی بیضاوی کو شیراز کی قاضی القضاۃ کے عہدہ سے برطرف کیا گیا تو قاضی نے تبریز کی طرف سفر شروع کیا جب داخل ہوئے تو وہاں پر فضلاء کی ایک مجلس لگی ہوئی تھی۔ قاضی بیضاوی مجلس کے آخر میں بیٹھ گئے۔ تو وہاں پر مدرس نے حاضرین سے ایک نکتہ کا جواب طلب کیا لیکن حاضرین میں سے کوئی بھی جواب نہ دے سکا تو اس پر قاضی بیضاوی جواب دیا تو مدرس حیران ہو گیا۔ تمام حاضرین ششدرہ ہو گئے پاس کھڑے وزیر نے پوچھا تم کون ہو تو فرمایا۔ میں قاضی بیضاوی ہوں اور میں شیراز کے قاضی القضاۃ کا عہدہ مانگنے آیا ہوں تو اس پر وزیر نے انکی بہت عزت کی اور انعامات سے نوازا (۱۱)۔

قاضی بیضاوی نے درج ذیل تصانیف تحریر کی ہیں:

۱۔ انوار التنزیل واسرار التاویل فی التفسیر	۲۔ طوالع الانوار فی علم الکلام
۳۔ منہاج الوصول الی علم الاصول	۴۔ الایضاح فی اصول دین
۵۔ الغایۃ القصویٰ فی درایۃ الفتویٰ	۶۔ شرح لابن حاجب
۷۔ شرح المطالع فی المنطق	۸۔ مختصر فی الھیئۃ
۹۔ شرح الفصول فی الھیئۃ والفلک	۱۰۔ لب اللباب فی علم العراب
۱۱۔ نظام التواریخ (فارسی زبان	۱۲۔ رسالۃ فی موضوعات العلوم
۱۳۔ شرح المصابیح	۱۴۔ شرح المحصول
۱۵۔ شرح التنبیہ (چار جلد)	

وفات

آپ کی وفات تبریز کے مقام پر ۶۸۵ھ کو ہوئی اور بعض نے ۶۹۲ھ کا بھی قول نقل کیا ہے (۱۲)۔

تفسیر کا تعارف

قاضی بیضاوی نے اپنی تفسیر کا نام "انوار التنزیل واسرار التاویل" رکھا ہے جیسا کہ خود مقدمہ میں لکھتے ہیں۔

"ناویاً أن أسمیه بعد أن أتممه بأنوار التنزیل وأسرار التاویل"(۱۳).

(اس بات کا ارادہ کرتے ہوئے کہ مکمل کرنے کے بعد اسکو "انوار التنزیل واسرار التاویل" کا نام دوں گا)۔

لیکن برزد زبان پر "تفسیر بیضاوی" کے نام سے مشہور ہے "تفسیر بیضاوی" پانچ جلدوں پر مشتمل ہے اور

پاکستان سمیت کئی مقامات سے شائع ہو چکی ہے قاضی بیضاوی نے یہ تفسیر تبریز کے مقام پر مکمل کی ہے (۱۴) تفسیر بیضاوی، تفسیر بالرائے کی مشہور ترین تفاسیر میں سے ہے قاضی بیضاوی نے اپنی تفسیر میں لغت عربی اور اہل سنت کے عقائد کے مطابق تفسیر و تاویل کو جمع کیا ہے اور اگر کسی نے امام فخر الدین رازی کی تفسیر مفاتیح الغیب، علامہ جاراللہ زمخشری کی تفسیر کشاف اور امام حسین بن محمد راغب کی تفسیر کا شائق ہو تو وہ ''انوار التنزیل و اسرار التاویل'' کا مطالعہ کر کے اور اسی بات کو حاجی خلیفہ یوں بیان کرتے ہیں:

''لخص فيه من الكشاف مايتعلق بالاعراب والمعانى والبيان ومن التفسير الكبير ما يتعلق بالحكمة والكلام ومن تفسير الراغب مايتعلق بالا شتقاق وغوامض الحقائق ولطائف الاشارات''(۱۵).

(تفسیر بیضاوی میں ''کشاف'' سے اعراب، معانی و بیان کی مباحث، ''تفسیر کبیر'' میں حکمت اور کلام کی مباحث اور ''تفسیر راغب'' سے علم اشتقاق، عمدہ حقائق اور لطیف اشارات کی تلخیص کی گئی ہے)۔

تفسیر بیضاوی کی قبولیت عامہ کا اس بات سے بھی اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ ہر مکتبہ فکر کے مدارس اور علماء تفسیر بیضاوی کو بڑے اہتمام کے ساتھ پڑھتے اور پڑھاتے ہیں تفسیر بیضاوی پر سب سے زیادہ حواشی، تعلیقات لکھے گئے ہیں حاجی خلیفہ نے کشف الظنون میں ۱۵ مستقل حواشی اور ۲۷ نامکمل تعلیمات و حواشی کا ذکر کیا ہے (۱۶)۔ ان حواشی و تعلیمات میں سے جو مستند حواشی مانے جاتے ہیں وہ حاشیہ ملا عبدالحکیم (۱۷) اور حاشیہ الخفاجی ہے (۱۸)۔

قاضی بیضاوی کا منہج تفسیر

قاضی بیضاوی نے اپنی تفسیر ''**انوار التنزيل و اسرار التاويل**'' میں روایت اور درایت دونوں کا منہج اختیار کیا ہے اسی وجہ سے تفسیر بالرائے کی اقسام میں سے تفسیر بیضاوی کو تفسیر بالرائے المحمود کا درجہ ملا ہے۔ قاضی بیضاوی نے اپنی تفسیر میں لغت، بلاغت، صرفی و نحوی مباحث کے ساتھ تفسیر بالماثور، اسباب نزول قرأت وغیرہ کا اہتمام کیا ہے اور ساتھ احادیث و صحابہ کرام رضی اللہ عنہم و تابعین رحمہم اللہ کے اقوال بھی ذکر کئے ہیں جیسا کہ خود مقدمہ میں لکھتے ہیں:

''و لطالما احدث نفسى بان اصنف فى هذاا لفن كتابا يحتوى على صفوة ممابلغنى من عظماء الصحابة ، علماء التابعين و من دو نهم من السلف الصالحين و ينطوى على نكت بارعة و لطائف رائعة استنبطتها انا ومن قبلى من افاضل المتاخرين و اماثل المحققين ويعرب عن وجوه القراء ات المشهورة المعزوةالى الائمة الثمانية المشهورين والشواذ المروية عن القراء المعتبرين''(۱۹).

(بہت عرصہ سے میرے دل میں یہ بات کھٹک رہی تھی کہ میں فن تفسیر ایک ایسی کتاب لکھوں جو صحابہ کرام کے اقوال تابعین علماء اور سلف صالحین کے ارشادات پر مشتمل ہو اور اس کتاب میں ایسے عمدہ نکات اور باریک لطائف ہوں جو میں نے متاخرین افاضل اور بے مثال محققین سے جمع کئے ہیں اور اس میں مشہور قرات جو کہ آٹھ مشہور آئمہ کی طرف منسوب ہیں ان کو بیان کیا جائے اور ان شاذ مرویات کو بھی معتبر قراء سے بیان کیا جائے)۔

قاضی بیضاوی کا اپنی تفسیر میں اسلوب یہ ہے کہ کسی بھی سورہ کے ماتحت سورہ کا نام ذکر کرتے ہیں پھر بتاتے ہیں کہ مکی سورہ ہے یا مدنی بعد از اں سورہ کے نام کی وجہ تسمیہ اور اگر سورہ کے دیگر اور نام ہیں تو انکا بھی ذکر کرتے ہیں۔ قاضی بیضاوی سورہ کے آغاز ہی میں سورہ کے سبب نزول کے متعلق روایات ذکر کر دیتے ہیں پھر ان روایات میں تطبیق بھی بیان کر تے ہیں۔ قاضی بیضاوی آیات کی تفسیر اپنے اسلوب میں اسطرح کر تے ہیں کہ ابتداء میں قرآن کی موجودہ قرات کی نشاندہی کرتے ہیں، جیسے سورۃ فاتحہ میں فرماتے ہیں:

﴿مَالِكِ يَومِ الدِّينِ﴾ قرأه عاصم و الكسائی ويعقوب(۲۰).

﴿مَالِكِ يَومِ الدِّينِ﴾ کی قرأت امام عاصم، کسائی اور یعقوب کے مذہب کے مطابق ہے۔

قرأت ذکر کرتے وقت مختار اور اصح قرأت کی بھی نشاندہی کرتے ہیں صرفی و نحوی تراکیب کی جتنی بھی ممکنہ صورتیں ہوتی ہیں ذکر کرکے اسی پر بطور استدلال عرب کے محاورات یا اشعار ذکر کرتے ہیں جیسے فرماتے ہیں کہ ﴿يَومِ الدِّينِ﴾ کا معنی یوم الجزاء (بدلہ کا دن) ہے اسی پر عرب کا ایک محاورہ پیش کر کے مزید حماسہ کا شعر بھی ذکر کرتے ہیں:

"ومنه كما تدين تدان وبيت الحماسة: ولم يبق سوى العدوودنا هم كما دانوا "(۲۱).

(اور اسی مادہ سے ہے کہ جیسا تم کرو گے ویسا بدلہ ملے اور حماسہ کا شعر ہے دشمنوں کی صف میں کوئی بھی نہ بچا اور ہم نے ان کو ایسے جزاء دی جیسے انہوں نے دی)۔

قاضی بیضاوی عمومی طور پر صرفی و نحوی ابحاث میں فصاحت اور بلاغت کے نکات بیان کر دیتے ہیں کبھی کبھار الگ بھی ذکر کرتے ہیں، نیز قاضی بیضاوی اس کے بعد فقہی مسائل، آیت سے مستنبط مسائل، عقائد و کلام کے مسائل ذکر کرتے ہیں اور بعض اوقات احکامات کی آیات کی تفسیر میں بھی مسائل فقیہ کو نظر انداز کر دیتے ہیں۔ قاضی بیضاوی، امام فخر الدین رازی کے اسلوب کی طرح تفسیر میں منطق و فلسفہ کی مباحث، طبعیات اور جدید سائنس کے اصول بھی ذکر کرتے ہیں اور سورہ کے آخر میں متعلقہ سورہ کی فضیلت میں امام زمخشری کے اسلوب پر احادیث ذکر کرتے ہیں لیکن ان میں سے اکثر احادیث موضوع اور اسرائیلی روایات ہیں۔ ذیل میں قاضی بیضاوی کے منہج کی خصوصیات کا جائزہ لیتے ہیں۔

تفسیر بالماثور کا اہتمام

قاضی بیضاوی کی ''تفسیر انوار التنزیل و اسرار التاویل'' ویسے تو تفسیر بالرائے میں شمار کی جاتی ہے لیکن انہوں نے تفسیر بالرائے کے ساتھ تفسیر بالماثور کا بھی منہج اختیار کیا ہے کئی مقامات پر قرآن کی تفسیر قرآن کے علاوہ احادیث مبارکہ، اقوال صحابہ اور اقوال تابعین کے ساتھ کرتے ہیں، جیسے:

﴿فَتَلَقّٰی آدَمُ مِن رَّبِّهٖ کَلِمَاتٍ فَتَابَ عَلَیْهِ﴾(۲۲). یہاں ﴿کَلِمَات﴾ کی تفسیر قرآن سے کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

''وهی قوله تعالی: ﴿رَبَّنَا ظَلَمنَاأنفُسَنَا...﴾''(۲۳).

(کہ کلمات سے مراد ﴿رَبَّنَا ظَلَمنَاأنفُسَنَا...﴾ کے الفاظ ہیں)۔

تفسیر القرآن بالقرآن کے ساتھ ساتھ تفسیر القرآن بالحدیث کو بھی اپنی تفسیر میں جگہ دیتے ہیں۔ جیسے:

﴿الَّذِینَ آمَنُوْاوَلَم یَلْبَسُوْا اِیْمَانَهُم بِظُلْمٍ﴾(۲۴)

(وہ لوگ جو ایمان لے آئے لیکن ظلم کیوجہ سے ایمان ان میں مستقل نہ ہوا)

یہاں قاضی بیضاوی ظلم سے شرک والا معنی حدیث مبارک سے اخذ کرتے ہیں:

''والمراد بالظلم هاهنا الشرک لماروی أن الآیة نزلت شق ذلک علی الصحابة وقالو أیّنا لم یظلم نفسه؟ فقال علیه الصلوة والسلام:'' لیس ما تظنون انما هوما قال لقمان لابنه یا بنی ﴿لَا تُشْرِکْ بِاللّٰهِ اِنَّ الشِّرْکَ لَظُلْمٌ عَظِیْمٌ﴾(۲۵)

(ظلم سے مراد یہاں شرک ہے جیسا کہ حدیث میں ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو صحابہ کرام پر یہ بات گراں گذری کہ ہم میں سے کون ہے جو اپنے نفس پر ظلم نہیں کرتا یعنی ہمارا ایمان نہیں ہے تو اس پر رسول کریم نے فرمایا کیا تم کو اس بات کا علم نہیں ہے جو حضرت لقمان نے اپنے بیٹوں کو کہی کہ اے میرے بیٹے اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراؤ بے شک شرک بہت بڑا ظلم ہے)۔

اسی طرح صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے اقوال سے بھی تفسیر کرتے ہیں جیسا کہ آیت دین میں فرماتے ہیں: کونسی بیع کی کتابت ہو رہی ہے اس پر حضرت عبداللہ بن عباس کا قول پیش کرتے ہیں:

''وعن ابن عباس أن المرادبه السلم وقال لما حرّم الله الربا أباح السلم'' (۲۶).

(حضرت ابن عباس سے مروی ہے کہ یہاں جسکی کتابت کرنا لازمی ہے وہ بیع سلم ہے کیونکہ اللہ نے سود کو حرام قرار اور بیع سلم کو حلال قرار دیا ہے)۔

ناسخ ومنسوخ آیات کی نشاندہی

قاضی بیضاوی نے اپنی تفسیر میں ناسخ ومنسوخ آیات کی بھی نشاندہی کی ہےاور وہ آیات جن کے ناسخ ومنسوخ ہونے میں اختلاف ہے قاضی بیضاوی اس اختلاف کو بھی زیر بحث لاتے ہیں اور ساتھ ساتھ اپنا نقطہ نظر بھی ذکر کرتے ہیں۔جیسا کہ قران مجید میں ہے:

﴿يَسْئَلُوْنَکَ عَنِ الشَّهْرِا لْحَرَامِ قِتَالٍ فِيْهِ﴾ (۲۷)

(اے محبوب آپ سے لوگ حرمت والے مہینوں میں قتال کا سوال کرتے ہیں)۔

اس آیت کے ماتحت لکھتے ہیں:

"والأكثر أنه منسوخ بقوله: ﴿فَاقْتُلُوْا الْمُشْرِكِيْنَ حَيْثُ وَجَدْ تُّمُوْهُمْ﴾ (۲۸) خلافاً لعطاء وهو نسخ الخاص بالعام وفيه خلاف" (۲۹).

(اکثر آئمہ کے نزدیک درج بالا آیت، ﴿فَاقْتُلُوْا الْمُشْرِكِيْنَ حَيْثُ وَجَدْ تُّمُوْهُمْ﴾ کے ساتھ منسوخ ہے لیکن عطا اس نسخ کے قائل نہیں ہیں اور یہ نسخ الخاص بالعام کی قسم سے ہے اور اس میں اختلاف ہے)۔

شان نزول کا ذکر

قاضی بیضاوی اپنی تفسیر میں اسباب نزول یا شان نزول کو بھی اہمیت دیتے ہیں۔اکثر آیت کے شروع میں ہی سبب نزول ذکر کر دیتے ہیں۔شان نزول بہت ہی اختصار کے ساتھ اور کبھی کبھی ضعیف صیغہ جیسے قیل، روی، وغیرہ کے ساتھ ذکر کرتے ہیں۔جیسے آیت خمر کے ماتحت لکھتے ہیں۔

"روی أنه نزل بمكة ....الخ" (۳۰).

تفسیر کشاف کی تلخیص

قاضی بیضاوی نے اپنی تفسیر میں حد درجہ کوشش کی ہے کہ علامہ جاراللہ زمخشری کی تفسیر "کشاف" کا خلاصہ بیان کیا جائے چونکہ علامہ زمخشری معتزلہ میں سے ہیں اسی وجہ سے قاضی بیضاوی نے تفسیر "کشاف" کی ان مباحث کی تلخیص کی ہے جن میں معتزلہ کے عقائد کو بیان کیا گیا۔اور پھر معتزلہ کے خاص اور مشہور مسائل کو اتنی تفصیل کے ساتھ بیان نہیں کرتے بلکہ مختصراً ذکر کرتے ہیں۔تفسیر کشاف میں معتزلہ کے عقائد کے بارے میں ہے کہ معتزلہ کا عقیدہ ہے کہ انسان پر جنات وسوسوں کے ذریعے مسلط ہوتے ہیں درج ذیل آیت کے ضمن میں لکھتے ہیں:

﴿لا يَقُوْمُوْنَ اِلَّا كَمَا يَقُوْمُ الَّذِىْ يَتَخَبَّطُهُ الشَّيْطٰنُ مِنَ الْمَسِّ﴾ (۳۱)

(قیامت کے دن نہ کھڑے ہوں گے جیسے کھڑا ہوتا ہے وہ جسے آسیب نے چھوکر مخبوط بنادیا ہو)۔

فرماتے ہیں:

”من المس أی الجنون وهذا أیضاً من زعما تهم أن الجنیّ عیه فیختلط عقله ولذلک قیل جن الرجل“ (۳۲).

(مس، جنون کو کہتے ہیں اور یہ بھی معتزلہ کے عقائد میں سے ہے کہ جن، انسانوں کو چھوتے ہیں تو ان کی عقل میں اختلاط کا شکار ہو جاتی ہے (تو گویا کہ وہ بھی جنون میں ہوتے ہیں) اسی وجہ سے کہا گیا ہے فلاں مرد کو جنون ہو گیا)۔

پھر قاضی بیضاوی اپنی تفسیر میں تفسیر ”کشاف“ کا منہج اور طریقہ کار بھی ملحوظ خاطر رکھتے ہیں جیسا کہ زمخشری ہر سورت کے آخر میں اس سورت کی فضیلت پر احادیث ذکر کرتے ہیں اسطرح قاضی بیضاوی بھی احادیث ذکر کرتے ہیں۔ لیکن یہ روایات اکثر موضوع ہیں۔

قراءت کا ذکر

قاضی بیضاوی اپنی تفسیر میں قرآن مجید کے بارے میں مشہور قرآت کا بھی ذکر کرتے ہیں اور ساتھ ساتھ قرآت شاذہ بھی ذکر کرتے ہیں قاضی بیضاوی کا تفرد اس بات میں ہے کہ وہ قرأت کے ذکر کرنے میں یہ بھی بتاتے ہیں کہ یہ قرأت کس امام کی ہے اور بعض اوقات مجہول صیغوں کے ساتھ بھی ذکر کرتے ہیں جیسے آیت وضو کے تحت لکھتے ہیں:

”﴿وَأَرْ جُلَكُمْ اِلَی الْكَعْبَيْنِ﴾ نصبه نا فع و ابن عامر و حفص و الكسائی ویعقوب عطفاً علی ﴿وُجُوْهِكُمْ﴾“ (۳۳).

(﴿وَأَرْ جُلَكُم﴾ کو نافع، ابن عامر، حفص، امام کسائی اور یعقوب نے ﴿وُجُوْ هَكُمْ﴾ پر عطف کی بنیاد پر منصوب قرار دیا ہے)۔

کبھی کبھی قرأت ذکر کر کے اس سے معانی مستنبط کرتے ہیں اور اس کی بنا پر فقہی احکام میں ترجیح بھی ثابت کرتے ہیں (۳۴)۔

لغوی ابحاث

قاضی بیضاوی نے اپنی تفسیر میں لغوی، نحوی، صرفی، اور علم بلاغت و بیان کو بہت زیادہ اہمیت دی ہے بعض اوقات تفسیر کا مطالعہ کرنے سے یوں محسوس ہوتا ہے کہ یہ علم لغت کی کتاب ہے آیات میں مفردات کی تشریح اختصار کے ساتھ کرتے ہیں جیسے:

”الایمان فی اللغة عبارة عن التصدیق ماخوذ من الأمن“ (۳۵).

(ایمان لغت میں تصدیق کا نام ہے اور یہ امن سے ماخوذ ہے)۔

اس طرح رب کی تشریح کرتے ہیں:

"**الرب فی الاصل مصدر بمعنی التربیة وتبلیغ الشئی الی کماله شیأً فشیأً ثم وصف به للمبالغة کالصوم والعدل**" (۳۶).

(رب لغت میں مصدر ہے جسکا معنی تربیت ہے اور تربیت یہ ہے کہ کسی چیز کو اسکے کمال تک آہستہ آہستہ پہنچانا پھر اسکو صوم اور عدل کی طرح مبالغہ میں استعمال کیا گیا)۔

قاضی بیضاوی اپنی تفسیر میں نحوی مباحث کو بہت ہی اہمیت دیتے ہیں۔ اعراب کی مختلف حالتیں بیان کرتے ہیں اور ان اعراب سے جو معانی ثابت ہوتے ہیں انکا بھی ذکر کرتے ہیں۔

جیسے فرماتے ہیں:

﴿**الَّذِیْ جَعَلَ لَکُمُ الْاَرْضَ فِرَاشًا**﴾ (۳۷) **صفة ثانیة أو مدح منصوباً أو مرفوع أو مبتدأ خبره** ﴿**فَلَا تَجْعَلُوْا**﴾ (۳۸)

(﴿**فِرَاشًا**﴾ صفت ثانیہ ہے یا منصوب (ارض) کی مدح ہے یا مرفوع ہے یا مبتدا ہے اور اسکی خبر ﴿**فَلَا تَجْعَلُوْا**﴾ ہے۔

علم بلاغت کا اہتمام

قاضی بیضاوی نے جو سب سے زیادہ جس علم پر زور دیا ہے وہ علم بلاغت ہے اور کوشش کرتے ہیں کہ جو جو نکات علامہ جار اللہ زمخشری نے "تفسیر کشاف" میں بیان کئے ہیں ان کی تلخیص کی جائے۔ جب تفسیر کشاف کی تلخیص کی بات کی جائے تو اس سے یہ نہ سمجھا جائے کہ قاضی بیضاوی تو صرف ناقل ہیں بلکہ قاضی بیضاوی بلاغت کے نکات اور تاویل کے اسرار اور رموز کو ایک نئے انداز میں پیش کرتے ہیں۔ ذیل میں دونوں مفسرین کا طریقہ ملاحظہ ہو۔ قرآن مجید میں ہے:

﴿**ذٰلِکَ الْکِتَابُ لَا رَیْبَ فِیْهِ**﴾ (۳۹)

(یہ وہ کتاب ہے جس میں شک کی گنجائش نہیں ہے)۔

درج بالا آیت میں ﴿**لَا رَیْبَ فِیْهِ**﴾ کا معنی دونوں مفسرین نے یہ لکھا ہے: "**لیس فیه مجال للشبه ولا مدخل للریبة**" (۴۰).

(اس کتاب میں شبہ کی مجال اور شک کا دخل تک نہیں ہے)۔

جار اللہ زمخشری اور قاضی بیضاوی دونوں کا نقطہ نظر ایک ہے لیکن اسی بات کو زمخشری نے بہت ہی طویل عبارت اور اعتراض و جواب کی شکل میں لکھا ہے کہ تم کیسے کہہ سکتے ہو کہ اس میں شک نہیں ہے۔ حالانکہ اس میں شک کرنے والے تو ہیں؟ اور قرآن مجید اس بات پر شاہد ہے لیکن جب اسی بات کو تفسیر بیضاوی میں دیکھا جائے تو اس سے ایک بات یہ واضح

ہوتی ہے کہ قاضی بیضاوی محض ناقل نہیں ہیں بلکہ انہوں نے تفسیر کشاف کی درج بالا عبارت کو اپنے اسلوب اور الفاظ میں تحریر کیا ہے فرماتے ہیں:

"﴿لا رَيْبَ فِيْهِ﴾ **معناه لو ضوحه وسطوح بر هانه بحيث لا ير تاب العاقل بعد النظر الصحيح فى كو نه و حياً بالغا لحدالاعجاز لا ان احداً لا ير تاب فيه**" (۴۱)۔

(﴿لا رَيْبَ فِيْهِ﴾ کا معنی ہے کہ قرآن کے دلائل و براہین اتنے واضح ہیں کہ جو کوئی عاقل شخص اگر اس میں غور وفکر کرے تو وہ شک نہیں کر سکے گا۔ کیونکہ قرآن تو حدالاعجاز کی انتھاء کو پہنچا ہوا ہے نہ کہ یہ معنی ہے کہ کوئی بھی شک نہیں کرے گا)۔

نیز شک کرنا اور بات ہے، شک کا نہ ہونا اور بات ہے قرآن کی فصاحت یہ ہے کہ اس کتاب میں شک کی گنجائش نہیں ہے نہ کہ کوئی شخص شک بھی نہ کرے۔

فقہی مسائل کے بارے نقطہ نظر

قاضی بیضاوی نے جامع انداز میں تفسیر لکھی ہے عقائد کے مسائل ہوں یا فقہی مسائل ہوں سب کو ذکر کرنے کی کوشش کی ہے چونکہ قاضی بیضاوی کا فقہی مسلک امام شافعی کے مطابق ہے امام شافعی کے نقطہ نظر تو کبھی کبھی امام شافعی کے نام کی صراحت کے ساتھ لکھتے ہیں۔ کبھی عندنا اور اصحابنا کے ساتھ ذکر کرتے ہیں لیکن قاضی بیضاوی اکثر فقہی مسائل میں ایجاز اور اختصار سے کام لیتے ہیں۔ فقہی مباحث میں طوالت سے کام نہیں لیتے ہیں دیگر آئمہ اور خصوصاً احناف کے نقطہ نظر کو بھی ذکر کرتے ہیں لیکن ترجیح امام شافعی کے مسلک کو دیتے ہیں۔ احناف کے مذہب کو کالحنفیۃ، ومذہب ابی حنیفۃ، قال ابو حنیفۃ اور بعض اوقات قیل کے ساتھ بھی ذکر کرتے ہیں۔ اکثر احناف کا نقطہ نظر بیان کرتے ہیں اور دیگر ائمہ کرام کے نقطہ نظر کو بھی اشارۃ اور اختصار کے ساتھ ذکر کرتے ہیں جیسے مسئلہ قروء میں لکھتے ہیں۔

"**واصله الا نتقال من الطهر الى الحيض وهو المراد به فى الاية لا نه الدال على براءة الرحم لاالحيض كما قاله الحنفية**" (۴۲)۔

(اصل میں انتقال طہر سے حیض کی طرف ہے اور آیت سے یہی مراد ہے کیونکہ آیت رحم برأت پر دلالت کرتی ہے نہ کہ حیض کی برأت پر جیسا کہ حنفیہ نے کہا ہے)۔

معتزلی اور اہل سنت کے عقائد کے مابین فرق

قاضی بیضاوی کا شمار اہل سنت والجماعت اشاعرہ علماء میں ہوتا ہے چونکہ وہ بہت سے مقامات پر تفسیر کشاف کی تلخیص پیش کرتے ہیں۔ اس وجہ سے یہ وہم ہو سکتا تھا کہ قاضی بیضاوی عقائد کے مسائل بھی علامہ جاراللہ زمخشری کی پیروی

کرتے ہونگے لیکن تفسیر بیضاوی کے مطالعہ سے یہ بات معلوم ہوتی ہے قاضی بیضاوی نہ صرف مسلک اہل سنت پر قائم ہیں بلکہ وہ اکثر مقامات پر معتزلہ کے عقائد کی تردید بھی کرتے ہیں اور ساتھ ساتھ اہل سنت والجماعت کے مئوقف کی برتری بھی ثابت کرتے ہیں جیسے ایمان کی بحث میں لکھتے ہیں:

"وأمافی الشرع فالتصدیق بما علم بالضرورة أنه من دین محمد کالتوحید والنبوة والبعث والجزاء و مجموع ثلاثة امور اعتقاد الحق ،والا قراربه ،والعمل بمقتضاه عند جمهور المحدثین والمعتزلة والخوارج فمن اخل بالا عتقاد وحده فهو منافق ومن اخل بالاقر فکافر ومن اخل با لعمل ففاسق و فاقاً و کا فر عند الخوارج و خارج عن الایمان غیر داخل فی الکفر عند المعتزلة"(۴۳).

ایمان شریعت میں دین محمدی کے ضروری عقائد کی تصدیق کا نام ہے جیسے توحید،نبوۃ، بعث اور قیامت کے دن جزاء پر اعتقاد رکھنا۔تین چیزوں یعنی حق پر اعتقاد، اقرار اور عمل کرنے کا نام کامل ایمان ہے اور یہ بات جمہور محدثین معتزلہ اور خوارج کے نزدیک ہے اور جس کا صرف اعتقاد نہیں ہے تو وہ منافق ہے اور جسکا اقرار نہیں ہے تو وہ کافر ہے اور جس کا صرف عمل نہیں ہے تو وہ فاسق ہے لیکن عمل نہ ہونے پر خوارج کے نزدیک کافر ہے اور معتزلہ کے نزدیک وہ نہ تو ایمان سے خارج ہے اور نہ ہی کفر میں داخل ہے۔

قرآن مجید کے حادث ہونے سے متعلق معتزلہ کے موقف کا رد کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

"واحتجت المعتزلة بما جاء فی القرآن بلفظ الماضی علیٰ حدوثه لاستد عائه سابقة المخبر عنه واجیب با نه مقتضی التعلق وحدوثه لا یستلزم حدوث الکلا م کما فی العلم" (۴۴).

(معتزلہ نے اس بات سے دلیل پکڑی ہے کہ قرآن میں جو ماضی کے صیغے آئے ہیں وہ قرآن کے حدوث پر دلالت کرتے ہیں کیونکہ لفظ ماضی مخبر عنہ کے گذرنے پر دلالت کرتا ہے اس بات کا یہ جواب دیا گیا ہے کسی چیز کا تعلق یا حادث ہونا کلام کے حادث کو ہونے کو مستلزم نہیں ہے)۔

اسرائیلی روایات کے بارے میں موقف

قاضی بیضاوی بنیادی طور پر ایک مفسر ہیں اور ساتھ ساتھ علوم عقلیہ میں بھی مہارت تامہ حاصل تھی لیکن قاضی بیضاوی کو حدیث میں وہ دسترس حاصل نہیں تھی جو ایک محدث یا حافظ حدیث کو ہوتی ہے اسی وجہ سے "تفسیر بیضاوی" میں قاضی صاحب سے حدیث کے معاملہ میں تسامح ہوا ہے ایک طرف تو قاضی بیضاوی اسرائیلی روایات ذکر کرتے ہیں اور پھر

دوسری طرف سورتوں کے آخر میں موضوع احادیث بطور فضائل ذکر کرتے ہیں لیکن دوران تفسیر قاضی بیضاوی بہت ہی کم تعداد میں اسرائیلی روایات ذکر کرتے ہیں اور عمومی طور پر اس مقام پر اسرائیلی روایات ذکر کرتے ہیں جہاں اسرائیلی روایات اور قرآن کے قصص میں مطابقت ہو اور پھر اکثر مقامات پر اسرائیلی روایات روی، قیل وغیرہ جیسے ضعیف الفاظ کے ساتھ ذکر کرتے ہیں جیسے قرآن مجید میں ہے:

﴿فَإِنَّهَا مُحَرَّمَةٌ عَلَيْهِمْ أَرْبَعِينَ سَنَةً يَتِيهُونَ فِي الْأَرْضِ﴾ (۴۵)

([بیت المقدس] کی زمین ان پر چالیس برس تک حرام کی گئی تا کہ وہ بھٹکتے پھرے زمین میں)۔

یہاں زمین سے مراد بیت المقدس کی زمین ہے اب اس پر قاضی بیضاوی اسرائیلی روایات ذکر کرتے ہیں:

"روی أن مو سی سار بعده بمن بقی من بنی اسرائیل فتح اریحاء وقام بها ما شاء الله ثم قبض وقیل انه قبض فی التیه ولما اخبر هم بان یوشع بعده نبی وان الله سبحانه أمره بقتال الجبابرة فساربهم یوشع"(۴۶)۔

(روایت کیا گیا ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام بنی اسرائیل کے بچ جانے والوں کو لے کر چلے اریحاء کو فتح کیا پھر وہاں رہے جو اللہ نے چاہا پھر انکو موت آگئی۔ اور یہ بھی کی گئی ہے کہ تیہ میں انکی روح قبض ہوئی پھر بنی اسرائیل کو خبر دی گئی کہ حضرت یوشع ان کے بعد نبی ہیں اور اللہ تعالیٰ نے جبارین کو قتل کرنے کا حکم دیا ہے پھر یوشع ان کو لے چل پڑے)۔

اسی طرح ھاروت و ماروت جو دو فرشتے ہیں ان کے بارے میں روایت ذکر کرتے ہیں:

"وقدروی انهما مثلا بشرین ور کب فیهما الشهوة فتعرضا لا مرء ة یقال لها الزهرة فحملتها علی المعاصی والشرک"(۴۷)۔

(روایت ہے کہ ان دونوں فرشتوں کو انسانی شکل دی گئی پھر ان پر شہوت کا غلبہ ہو گیا تو وہ ایک زہرہ نامی پر عاشق ہو گئے تو اس عورت نے ان فرشتوں کو گناہ اور معصیت پر ابھارا)۔

بلاشبہ قاضی صاحب نے اسرائیلی روایات نقل کی ہیں لیکن پہلی بات تو ہے کہ ان کے ہاں یہ بہت ہی کم تعداد میں ہیں نیز خود ہی انکے ضعف کی طرف اشارہ کیا ہے۔ جیسا کہ محمد حسین ذہبی لکھتے ہیں:

"والبیضاوی مقل جداً من ذکر الروایات الاسرائیلیة وهو یصدر الروایة بقوله روی او قیل ....اشعار منه بضعفها" (۴۸)۔

(بیضاوی اسرائیلی روایات بہت ہی کم تعداد میں ذکر کرتے ہیں اور اسرائیلی روایات کو روی یا قیل کے ساتھ ذکر

کرتے ہیں جوان کے ضعیف ہونے کا اشارہ ہے)۔

موضوع روایات کا ذکر

علامہ زمخشری نے سورۃ کے اختتام پر اسی سورۃ کی فضیلت میں احادیث ذکر کی ہیں۔ چونکہ قاضی بیضاوی نے "تفسیر کشاف" کا منہج اختیار کیا ہے تو قاضی بیضاوی نے بھی زمخشری کے منہج کے مطابق سورۃ کے اختتام پر ضعیف اور موضوع احادیث ذکر کر دی ہیں جیسے سورۃ فاتحہ کے اختتام پر ذکر کرتے ہیں۔

ان النبی ﷺ کا ن اذا قرء ﴿وَلَا الضَّآلِّيْنَ﴾ قال: آمین ورفع صوته (۴۹).

لیکن اس سے یہ مطلب بالکل نہ لیا جائے کہ قاضی بیضاوی سورت کے اختتام پر سب کی سب احادیث موضوعہ ذکر کرتے ہیں بلکہ وہ اس مقام پر احادیث صحیحہ سے بھی استدلال کرتے ہیں جیسا کہ درج ذیل حدیث کو امام بخاری روایت کرتے ہیں:

"من قرء الآیتین من آخر سورة البقرة فی لیلة کفتاه" (۵۰).

(جس نے رات کو سورہ بقرہ کی آخری دو آیات پڑھیں وہ اس کے لیے کافی ہیں)۔

نتائج تحقیق

۱۔ قرآن مجید شریعت اسلامیہ کا بنیادی واولین مآخذ ہے۔ بے شک قرآن فھمی کے لئے تفسیر بیضاوی ایک عمدہ تفسیر ہے۔

۲۔ قاضی بیضاوی نے علامہ جاراللہ زمخشری کی تفسیر کی تلخیص کرنے کی کوشش کی ہے لیکن زمخشری کے معتزلی عقائد کی سخت مخالفت کی ہے۔

۳۔ قاضی بیضاوی کا منہج تفسیر واسلوب بہت ہی عمدہ ہے۔ تفسیر بیضاوی علم وادب کا سرمایہ ہے۔ قاضی بیضاوی نے قرآن کے وجوہ اعجاز کو نئے انداز میں پیش کیا ہے۔

۴۔ قاضی بیضاوی نے سورتوں کی فضیلت میں موضوع روایت نقل کی ہیں۔ شاید اسکی وجہ یہ بھی ہو کہ قاضی بیضاوی کو علوم حدیث میں مہارت تامہ حاصل نہیں تھی۔

۵۔ قاضی بیضاوی نے مسلک شافعی کی پیروی کرتے ہوئے دیگر آئمہ اور خصوصاً احناف کا رد کیا ہے۔

حواشی وحوالہ جات

۱۔ سیوطی،عبدالرحمٰن بن ابی بکر(متوفی ۹۱۱ھ)، بغیة الوعاة فی طقات اللغوین و النحاة،المکتبۃ العصریہ،لبنان، ۵۰/۲۔

۲ . خفاجی،شہاب الدین احمد محمد(متوفی۱۰۹۶ھ) حاشیة الشهاب علی تفسیر البیضاوی ،دارصادر بیروت،۲/۱۔

۴۔ علی،محیی الدین،مقدمة الغایة القصوی،دارالاصلاح لطبع والنشر والتوریع سعودیہ،سن ندارد، ۵۸/۱۔

۵۔ بیضاوی، ناصرالدین عبداللہ بن عمر(متوفی ۶۸۵ھ)،الغایة القصوی،ج۱۸۴/۱۔

۶۔ بیضاوی، الغایة القصوی، ۶۲/۱،۶۳۔

۷۔ حاجی خلیفہ،مصطفیٰ عبداللہ(متوفی ۱۰۶۷ھ)، کشف الظنون،مکتبہ المثنی بغداد،۱۹۴۱ء،۱۱۰/۴۔

۸۔ نام:فخر الدین احمد بن الحسن الشافعی الجار بردی ہےتبریز کے رہنے والے تھے قاضی بیضاوی سے علم حاصل کیا۔وفات ۷۴۶ھ ہے (ابن عماد،شذرات الذھب فی اخبارمن ذھب،دارالافاق الجدیدۃ بیروت لبنان،۱۴۸/۶)۔

۹۔ پورانام:عمر بن الیاس بن یونس المراغی،ابوالقاسم ہے۶۴۳ھ کوآذربائیجان میں پیدا ہوئے قاضی بیضاوی سے المنهاج اور غایة القصوی کی سماعت کی۔ (ابن حجر،الدرالکافیة فی اعیان المائة الثامنة،دائرۃ المعارف العثمانیہ حیدرآباددکن بھارت۱۳۴۹ھ، ۱۵۶/۳)۔

۱۰۔ حافظ ابن حجرعسقلانی نے ذکر کیا ہے کہ زین الدین الھنکی قاضی بیضاوی کے شاگرد رہے ہیں(ابن حجر،الدرالکافیہ، ۳۲۲/۲)۔

۱۱۔ السبکی،تاج الدین عبدالوھاب بن تقی(متوفی ۷۷۱ھ)،طبقات الشافعية الكبری،دارالھجر للطباعۃ والنشر والتوزیع ۱۴۱۳ھ، ۱۵۸/۸۔

۱۲۔ حاجی خلیفہ،مصطفیٰ بن عبداللہ، کشف الظنون،دارالفکر بیروت۱۹۹۰ء،۱۸۶/۱، زرکلی،خیرالدین بن محمود(متوفی ۱۳۹۶ھ)،الاعلام،دارالملایین بیروت۱۹۸۰ء،۱۱۰/۴۔

۱۳۔ بیضاوی،ناصرالدین عبداللہ بن عمر،متوفی ۶۸۵ھ، انوار التنزیل و اسرار التاویل،داراحیاءالتراث العربی بیروت ۱۴۱۸ھ، ۲۳/۱۔

۱۴۔ ابن عاشور،فاضل،التفسیر و رجاله،دارالثقافۃ الدوحہ قطر،۱۹۹۴ء،ص:۱۰۷۔

۱۵۔ ایضاً،ص۵۵۔

۱۶۔ (۱) حاشیہ قوجوی (۲) حاشیہ ابن التجید (۳) حاشیہ القاضی (۴) حاشیہ السیوطی (۵) حاشیہ الکرمانی (۶) حاشیہ الشروانی (۸) حاشیہ صبغۃ اللہ (۹) حاشیۃ القرامانی (۱۰) حاشیۃ الایدینی (۱۱) حاشیہ الصادقی (۱۲) حاشیہ النخجوانی (۱۳) حاشیہ السروری (۱۴) حاشیۃ المولی (۱۵) حاشیۃ الحسام الماضی۔ان حواشی کے علاوہ دیگر تعلیقات ہیں(حاجی خلیفہ،کشف الظنون،ج۱۔ص: ۱۸۶تا۱۹۳)

۱۷۔ ملاعبدالحکیم سیالکوٹی برصغیر پاک وہند کے مشہورترین علماء میں سے ہیں۔ان کا نام عبدالحکیم بن شمس الدین متوفی ۱۰۶۸ھ ہے ان کی بہت سی تالیفات ہیں۔(صلاواتی،یسین،ڈاکٹر،الموسوعة العربیة المیسرة ،ج۵،ص۲۱۲۳)۔

۱۸۔ حاشیہ خفاجی،احمد بن محمد بن عمر المعروف شہاب الدین خفاجی کا ہے ولادت مصر ۹۷۷ھ اور وفات ۱۰۶۹ھ ہے حاشیہ شہاب کا پورا

نام"عنایة القاضی کفایة الراضی علی شرح البیضاوی"(حاجی خلیفہ،کشف الظنون،ج۱ص۱۸۸)۔

۱۹۔ بیضاوی، انوار التنزیل،ج۱ص۲۳

۲۰۔ ایضا،ج۱/۲۸۔

۲۱۔ ایضا، ۱/۲۸۔

۲۲۔ سورۃالبقرہ،۲:۳۷۔

۲۳۔ بیضاوی، انوار التنزیل،۱/۴۳،سورۃ الاعراف،۷:۲۳۔

۲۴۔ سورۃالانعام،۶:۸۲۔

۲۵۔ سورۃ لقمان،۳۱: ۱۳، بیضاوی، ۱/۱۷۰۔

۲۶۔ بیضاوی، انوار التنزیل، ۱/۱۶۴۔

۲۷۔ سورۃالبقرہ،۲:۲۱۷۔

۲۸۔ سورۃ التوبۃ،۹: ۵۔

۲۹۔ بیضاوی، انوار التنزیل، ۱/۱۳۷۔

۳۰۔ ایضا، ۱/۱۳۷۔

۳۱۔ سورۃالبقرۃ،۲:۲۷۵۔

۳۲۔ بیضاوی، انوار التنزیل،۱/۱۶۲۔

۳۳۔ ایضا، ۲/۱۱۷۔

۳۴۔ تفصیل کے لیے دیکھیے:ایضا،۱/۱۳۹۔

۳۵۔ ایضا،۱/۳۷

۳۶۔ ایضا، ۱/۲۸۔

۳۷۔ سورۃالبقرہ،۲: ۲۲۔

۳۸۔ انوار التنزیل، ۱/۵۵۔

۳۹۔ سورۃالبقرہ، ۲: ۲۔

۴۰۔ انوار التنزیل،ج۱/۳۶، زمخشری،محمود بن عمر(متوفی۵۳۸ھ)،الکشاف عن حقائق غوامض التنزیل،دارالکتاب العربی بیروت،۱۴۰۷ھ، ۱/۳۴۔

۴۱۔ انوار التنزیل، ۱/۳۶

۴۲۔ ایضاً،۱/۱۴۱۔

۴۳۔ ایضا، ۱/۳۷۔

۴۴۔ بیضاوی،انوار التنزیل،ج۱ص۴۱۔

۴۵۔ سورۃالمائدہ،۵: ۲۶۔

۴۶۔ بیضاوی،انوار التنزیل،۱۲۲/۲۔

۴۷۔ ایضا، ۷۹/۲،۷۸

۴۹۔ ایضا، ۱۲۲/۲،یہ موضوع روایت ہے۔

۵۰۔ بخاری،محمد بن اسماعیل،صحیح البخاری،رقم الحدیث۴۷۲۲،ج۴،ص۱۹۱۴،مکتبہ الیمامہ دمشق ۱۹۸۷ء۔